

سال ہمارے ہاں عاشورا محرم کے روزے کے متعلق اختلاف ہوا کہ یہ صرف نوں محرم کا رکھنا چاہیے، جبکہ ہم اس سے پہلے نوں اور دسویں محرم کا روزہ رکھتے تھے براہ کرم اس کے متعلق وضاحت کریں۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاة والسلام علی رسول اللہ، آما بعد!

محرم کے موقع پر ہمیں متعدد مقامات سے فون آئے اور کچھ حضرات نے زبانی استفسار کیا کہ عاشورا محرم کے روزہ کی کیا حیثیت ہے؟ اور اسے کس دن رکھا جائے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ صرف نوں محرم کو رکھنا چاہیے، دسویں محرم کا روزہ نہیں ہے وغیرہ وغیرہ چہ حدیث میں صراحت ہے کہ تمام مسلمان اس دن کا روزہ رکھتے تھے [163] ہاری بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھنے کی وجہ دریافت کی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قرب رکھتے ہیں اور انہما رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے [163] ان سرور رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عاشورا کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے، شوق دلواتے اور اس کی پابندی کراتے تھے، جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق زبانی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عاشورا کا روزہ پہلے فرض تھا، رمضان کے بعد اس کی فرضیت ختم ہو چکی ہے اگر روزہ رکھنا ہے تو بہتر بصورت دیگر اسے ترک بھی کیا جاسکتا ہے۔ [19]

پہلے آپ اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرتے تھے لیکن فہم کے بعد مذہبی شمار میں ان کی ممانعت کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشرہ احکام میں ان کی ممانعت کا حکم دیا چنانچہ عاشورا کا روزہ بھی ان کا مذہبی شمار تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر میں بھی اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا اور ایت کی سند میں کچھ ضعف ہے لیکن دیگر متابعات و شواہد کے پیش نظر یہ ضعف نقصان دہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس بات کا اظہار فرمایا چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھا اور دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورا کا اس طرح روزہ رکھنے کی تاکید فرمائی اور اس کی فضیلت کو پائیں الفاظ بیان کیا کہ عاشورا کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ [24]

روزہ کو ایک اختلاف اور نزاعی مسئلہ بنا دیا گیا ہے اور دسویں محرم کے روزے کا سرے سے انکار کیا جا رہا ہے۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے پیش نظر اب صرف نوں محرم کا روزہ رکھنا چاہیے، بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ اب عاشورا نوں تاریخ کو ہے، دسویں تاریخ کی انبات ہے جس کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ عاشورا کا روزہ نوں محرم کو رکھنا چاہیے، دسویں محرم کا روزہ منسوخ ہے۔

یہ ہیں ہے کہ ہم قرآن و سنت کی نصوص کو اپنے اسلاف کی فہم کے مطابق نہیں عمل میں لائیں، اس کے مقابلہ میں کوئی انفرادی رائے قائم نہ کریں، چنانچہ نوں تاریخ کو روزہ رکھنے کے متعلق بیان کرنے والے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں، ان کا ذاتی فتویٰ یہ ہے کہ جو اس روایت کو بیان کرنے کے لیے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میں آئندہ سال نوں محرم کا روزہ رکھوں گا، اس کا مقصد یہ تھا کہ میں دس محرم کے ساتھ نوں محرم کا روزہ رکھوں گا تاکہ یہود کے ساتھ مشابہت باقی نہ رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ یہود کی مخالفت کرو نوں محرم کا روزہ رکھو، اس سے نچلا چرہ یہ ہے کہ صرف دس محرم کا روزہ رکھا جائے۔ (2) اس سے اوپر دس اور گیارہ کا روزہ رکھنا ہے۔ (3) سب سے اوپر کا درجہ نوں محرم کا روزہ رکھنا ہے کیونکہ اکثر امامیہ میں نوں محرم کا روزہ رکھنے کا تذکرہ ہے۔ [31]

ظاہر میں جرحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نوں محرم کے روزہ کی دو وجوہ لکھی ہیں۔

۱۔

[32]۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ یہ تھا کہ جو انسان عاشورا کا روزہ رکھنا چاہتا ہے وہ نوں محرم سے ابتدا کرے اور دس محرم کا اس کے ساتھ روزہ رکھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موقوف اور مرفوع روایات اسی بات پر دلالت کرتی ہیں، اس قدر بلیل اللہ رائے کی تصریحات کے بعد اس مسئلہ

[1] صحیح مسلم، الصیام: ۲۴۶۔

[2] مسند احمد، ص: ۲۰۰ ج ۲۔

[3] صحیح بخاری، الصوم: ۲۰۰۳۔

[4] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۱۔

[5] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۶۔

[6] فتح الباری، ص: ۴۶۶ ج ۴۔

[7] صحیح مسلم، الصیام: ۲۳۴۔

[8] صحیح مسلم، الصیام: ۲۳۴۔

- [9] صحیح مسلم، الصیام: ۲۳۰۔
- [10] صحیح مسلم الصیام: ۲۶۳۷۔
- [11] صحیح بخاری، الصوم: ۲۰۰۳۔
- [12] صحیح بخاری، الصوم: ۲۰۰۴۔
- [13] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۹۔
- [14] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۷۰۔
- [15] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۳۲۔
- [16] صحیح بخاری، الصوم: ۲۰۰۱۔
- [17] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۵۲۔
- [18] صحیح بخاری، الصوم: ۲۰۰۳۔
- [19] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۵۰۔
- [20] سنن امام احمد، ص: ۱۵۳ ج ۱۔
- [21] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۶۔
- [22] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۷۔
- [23] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۶۔
- [24] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۳۶۔
- [25] صحیح مسلم، الصیام: ۲۶۶۳۔
- [26] فتح الباری، ص: ۱۱۱ ج ۳۔
- [27] بیہقی، ص: ۵۷۷ ج ۴۔
- [28] نیل الاوطار، ص: ۲۸۰ ج ۲۔
- [29] زاد المعاد، ص: ۲۲ ج ۲۔
- [30] شرح معانی الآثار، ص: ۳۲۸ ج ۱۔
- [31] مرعاة المفاتیح: ۴۲ ج ۳۔
- [32] تلخیص الجبر، ص: ۲۱۳، ۲۱۳ ج ۲۔
- هذا ما عُنِدِي وَاللَّهِ اعْلَمُ بِالصَّوَابِ

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 3، صفحہ نمبر: 246

محدث فتویٰ